تبدیلی کے محرکات اور عدم تشدد پر مبنی اقدام

عدم تشدد پر مبنی اقدام عام لوگوں کے لیے اپنے حقوق، آزادی، اور انصاف کے لیے جد و جہد کا ایک طریقہ ہے۔ اسے اکثر اخلاقی عدم تشدد کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے، لیکن میں یہاں اسے کسی بھی اخلاقی بنیادوں سے علیحدہ رکھتے ہوئے، ایک جداگانہ رجحان کے طور پر اس کا ذکر کروں گا، اور بیان کروں گا کہ تنازعات کے دوران میں حتی المقدور قوت کے حصول کے لیے یہ ایک عملی راستے کے طور پر کیسے کام کرتا ہے۔

عدم تشدد پر مبنی اقدام کی بنیاد اس شعور پر ہوتی ہے کہ کسی بھی معاشرے میں بنیادی طور پر طاقت کا سرچشمہ، لوگوں کی رضامندی اور اطاعت ہوتی ہے۔ اس کے برعکس، عام نظریہ یہ ہے کہ معاشرے میں طاقت ذاتی طور پر کسی بھی ایسے شخص کو حاصل ہوتی ہے جس کے پاس بہت سی دولت اور تشدد کرنے کی بے پناہ صلاحیت ہو۔ لیکن جس طرح نظامِ معیشت اس کرۂ ارض کا ایک ضمنی نظام ہے — اور اسی لیے زمینی قوانین کا پابند ہے — اسی طرح بظاہر تشدد اور دولت پر قائم طاقت کے نظام بھی، درحقیقت ہزاروں یا لاکھوں لوگوں کے وسیع تر رویے اور تابعداری کے نقوش کے ضمنی نظام ہیں۔ اگر وہ افراد اپنی وفاداریاں، طرزِ عمل، اور تابعداری بدل لیں تو معاشرے، اور دنیا میں طاقت کا توازن بدل جائے۔ سادہ الفاظ میں کہا جائے تو یہ کہ اگر لوگ اطاعت نہ کریں تو حکمران یا ادارے حکمرانی نہیں کر سکتے۔

یہی وجہ ہے کہ تشدد سے پاک اقدام، اجتماعی سطح پر لوگوں کی وفاداریوں، رویے اور تابعداری کے طرز میں تبدیلی پیدا کرتے ہوئے طاقت حاصل کرتا ہے۔ یہ تبدیلی ڈرامائی انداز سے بھی ہوسکتی ہے، جیسے کہ ہندوستان کی جد و جہدِ آزادی، ریاست ہائے متحدہ کی عوامی حقوق کی تحریک، متعدد مزدور جد و جہدیں (مثلاً 1960ء کی دہائی کے وسط–اواخر میں یونائیٹڈ فارم ورکرز موومنٹ)؛ اور فرڈینینڈ مارکوس (1986ء)، آگستو پنوشے (1988ء)، جنوبی افریقا میں نسل پرستانہ حکومت (1980ء سے 90ء کی دہائی)، سلوبودان میلوسوویچ (2000ء)، اور یوکرین میں استبدادی نظام (2004ء) کے زوال کی صورت میں دیکھنے میں آئی۔ یا یہ تبدیلی زیادہ غیر محسوس طریقے سے آسکتی ہے، جب لوگ مقامی کاروبار کو فروغ دینے، مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے، یا متبادل اداروں اور معیشت کی تشکیل کے لیے کام کرنے کا راستہ اختیار کریں۔ اپنے اَن گنت طریقوں اور مظاہروں سے قطع نظر، تشدد سے پاک اقدام کے تمام تر پہلوؤں کی تین اقسام ہوتی ہیں: عملِ ارتکاب — وہ عمل جس میں لوگ ایسے کام کرتے ہیں جن کی ان سے توقع نہیں کی جاتی یا انھیں اس کی اجازت نہیں ہوتی؛ عملِ اجتناب — وہ عمل جس میں لوگوں سے جن کاموں کی توقع کی جاتی ہے یا جنھیں کرنا ضروری ہوتا ہے، وہ انھیں انجام نہیں دیتے؛ یا عملِ ارتکاب اور اجتناب کا امتزاج۔

عوام کی تابعداری اور رویے کے طرز میں تبدیلی کو فروغ دینے کے لیے، سب سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ عوام آخر اس طرح تابعداری اور برتاؤ کیوں کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ وجوہات مختلف معاشروں میں مختلف ہوں گی، لیکن دنیا بھر کے کارکنان اور منتظمین کے ساتھ کام کرتے ہوئے تابعداری کی جو دو مشترک وجوہات میں نے دیکھیں، وہ یہ ہیں کہ عوام کو محسوس ہوتا ہے کہ اس کے علاوہ برتاؤ کرنے کا کوئی متبادل راستہ ہے ہی نہیں، اور انھیں اعتماد نہیں ہوتا کہ ان کے اقدامات کسی تبدیلی کا سبب بن سکتے ہیں۔ بیشتر لوگ یہ بھول چکے ہیں کہ ان کے معاشرے میں اصل طاقت انھی کے ہاتھوں میں ہے۔ یقیناً رسمی تعلیم، تجارتی ادارے، حکومتیں، اور میڈیا، سب مل کر یہ بیانیہ ذہن نشین کرتے ہیں کہ طاقت حکومتی عمارات یا کارپوریٹ صدر دفاتر میں بیٹھے ہوئے چند لوگوں کے ہاتھوں میں ہوتی ہے، اور دولت اور بندوقیں (جن پر انھی لوگوں کی اجارہ داری ہے) قوت کا مطلق سرچشمہ ہیں۔ یہ بیانیہ ان کے مقاصد کے لیے خوب موزوں رہتا ہے۔ البتہ، تمام تر تاریخ میں عدم تشدد پر مبنی کامیاب تحریکوں نے لوگوں کو اس حقیقت سے روشناس کروایا ہے کہ اپنے اجتماعی اقدامات کے ذریعے، مشترکہ نصب العین کے لیے منظم ہونے والے اور تدبیر کے ساتھ قدم اٹھانے والے لوگ فوجوں اور دولت سے کہیں زیادہ مضبوط ہوتے ہیں۔ گر اس روٹ پر کوئی بھی ہم عصر تحریک جو لوگوں کے لیے پُرکشش بننا چاہتی ہو، اسے اس حقیقت کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے اور لوگوں کو یہ یاد دلانا کہ وہ طاقتور ہیں، اس کی تقریروں کا مرکزی نکتہ ہونا چاہیے۔

اس سے ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے، کامیاب تحریکیں لوگوں کو صرف یہی نہیں بتاتیں کہ وہ طاقتور ہیں، بلکہ واضح، قابلِ حصول مقاصد طے کرتے ہوئے اور پھر ان کی فتوحات کو دستاویزی صورت دیتے اور تشہیر کرتے ہوئے عوامی طاقت کا مظاہرہ بھی کرتی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ فتوحات بذاتِ خود محدود یا معمولی ہوں، لیکن لوگوں کو متحرک کرنے کے حوالے سے ان کا اثر غیر معمولی ہوسکتا ہے۔ مثال کے طور پر، امریکی تحریکِ حقوق نے 56-1955ء میں مونٹیگومری، الاباما میں نسلی امتیاز برتنے والی بسوں پر اور 1960ء میں نسلی امتیاز برتنے والے نشوِیلی لنچ کاؤنٹرز پر اپنی توجہ مرکوز کی۔ تحریکِ آزادیِ ہندوستان نے 31-1930ء میں سالٹ ایکٹس اور دیگر قوانین پر برطانیہ سے رعایت حاصل کرنے کی کوششوں پر اپنی توجہ مرکوز رکھی۔ ان مقاصد کے حصول کے بعد، اگر دیکھا جائے تو جنوبی امریکا میں نسلی امتیاز کو شکست دینے یا ہندوستان میں آزادی کے حصول جیسے عظیم الشان کارناموں کے مقابلے میں یہ مقاصد بے حد معمولی دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن ان کا حقیقی اثر ان تحریکوں کی عمل انگیزی کو جلا بخشتا تھا۔ ان فتوحات نے عوام کو دکھایا کہ ان کے اقدامات اہمیت رکھتے ہیں اور وہ تبدیلی لانے کی قابلیت رکھتے ہیں، جس کے نتیجے میں قومی اور بین الاقوامی سطح پر ان تحریکوں کی حمایت اور تنظیم اور قوت میں بے پناہ اضافہ ہوا۔

ان مقاصد کا حصول محض اس لیے ممکن نہیں ہوا کہ امریکی تحریکِ عوامی حقوق یا تحریکِ آزادیِ ہندوستان کو اخلاقی سطح پر برتری حاصل تھی۔ بلکہ ان کے حصول میں کامیابی کا سبب سخت محنت، تخلیقیت، اور ماہرانہ سیاسی تجزیہ بھی تھا۔ یہ تشدد سے پاک تمام اقدامات کی حقیقت ہے۔ تاہم، بیشتر لوگ اس حقیقت کو نظرانداز کر دیتے ہیں اور اس کی بجائے یہ فرض کر لیتے ہیں کہ تشدد سے پاک اقدام بنیادی طور پر عوامی احتجاجوں، بدسلوکی سے بھرپور مظاہروں، اور اخلاقی ہدایات پر مبنی ہوتا ہے، یا اس کی کامیابی کا انحصار کرشماتی رہنما یا کسی قسم کی پُراسرار قوتوں پر ہوتا ہے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ نہ ہی اس کے لیے ایسے لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے جو نظریاتی طور پر امن پسندی یا اخلاقی عدم تشدد کے قائل ہوں۔ بلکہ اس کے لیے جن عناصر کی ضرورت ہوتی ہے ان میں لوگوں کو متحد رکھنے والا نظریہ، متاثرکن اسٹریٹجک منصوبہ بندی، موثر عوامی ابلاغ، اور حالات کے مطابق موزوں طریقوں کی شناخت شامل ہے۔ اس کے لیے ایسی کوئی ترکیب نہیں ہے جو ہر ایک کے لیے یکساں کارآمد ہو — تشدد سے پاک اقدام اپنے مقام سے مخصوص ہوتا ہے۔ ایک طرف، تمام ترجدوجہدوں میں ان کا انتظام سنبھالنے والے بنیادی عوامل، مثلاً رضامندی اور فرمانبرداری کی بنیاد پر حاصل کردہ طاقت، یکساں پائے جاتے ہیں، تو دوسری طرف اس کے اطلاق کا انحصار مخصوص معاشرے کے حالات و واقعات پر منحصر ہوتا ہے۔خواہ وہ بے باک عوامی اقدام کی صورت میں ظاہر ہو، یا طرزِ خریداری میں معمولی سی تبدیلی، یا دونوں کی صورت میں (بیشتر تحریکوں کے پاس متعدد متنوع تدابیر ہوتی ہیں جو شمولیت کے مختلف درجوں پر موجود لوگوں کے استعمال کے لیے تشکیل دی جاتی ہیں)، اس کے ذریعے لوگوں کو ایک راستہ ملتا ہے کہ وہ اپنے معاشرے میں سیاسی خلا استعمال یا تخلیق کر سکیں جس کے ذریعے کسی مضبوط مخالف سے مراعات حاصل کی جا سکیں۔

خوش قسمتی سے، اس ضمن میں بہت سا دانشورانہ کام، تحقیق، اور ابلاغ ہو چکا ہے کہ لوگ کس طرح غیرمعمولی نتائج کے حصول کے لیے عدم تشدد پر مبنی اقدام اٹھا سکتے ہیں، اور تاریخی طور پر اٹھا چکے ہیں۔ تشدد سے پاک اقدام کی طاقت اور صلاحیت کو پہچاننے والے لوگوں میں ایسی معلومات کی طلب مسلسل بڑھ رہی ہے۔ آپ کو اس بارے میں بیشتر اخبارات میں پڑھنے کو نہیں ملے گا، اور نہ ہی زیادہ تر سیاست دان آپ کو اس بارے میں بات کرتے ہوئے ملیں گے، لیکن اگر آپ دنیا بھر میں سول سوسائٹی کے کسی گراس روٹ منتظم یا رکن سے بات کریں گے، تو وہ آپ کو بتائیں گے۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ معاشرے میں عوام ہی ہیں جو تبدیلی کے محرک ہیں اور ڈھانچے میں تبدیلیوں کا عمل نچلی سطح سے تخلیق پاتا ہے۔ وہ کسی ایسے شخص کے انتظار میں نہیں ہیں جو ان کی قیادت کرے، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ بیشتر حکومتیں اور کاروباری لوگ درست کام کرنے میں پہل نہیں کریں گے، جب تک ان کی آبادی متحد نہیں ہو گی اور ان کے مواخذے کے گُر سے ناواقف ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر میں انسانی حقوق، آزادی، انصاف، شفافیت، خواتین، مقامی لوگوں اور اقلیتوں کے حقوق اور ماحولیاتی تحفظ کے حصول کے لیے اپنے

معاشرے کو بااختیار بنانے کے عملی راستے کے طور پر، تشدد سے پاک اقدام سے رجوع کرنے والے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے (جسے وہ انتخابات، قانونی نظام، یا تبدیلی لانے کے دیگر روایتی طریقوں کے ساتھ استعمال کر سکتے ہوں)۔ عدم تشدد پر مبنی اقدام کے مقصد سے قطع نظر، اس کی بنیادی شرط ایک ہی ہے: عوام کے ذہنوں میں طاقت کے تصور کو بدلنا۔ اس حقیقت سے روشناسی، اور لوگوں کو اپنی طاقت کے لیے بیدار کرنا انسانیت کے سفر میں تبدیلی کا بنیادی فریضہ ہے۔